میری گڑیا

نبیلہ ابر راجا

سوچا نہیں اچھا برا دیکھا سنا کچھ بھی نہیں
مانگا خدا سے رات دن تیرے سوا کچھ بھی نہیں
سوچا تجھے‘ دیکھا تجھے‘ چاہا تجھے‘ پوجا تجھے
میری خطا‘ میری وفا‘ تیری خطا کچھ بھی نہیں

تیرے سنگ دوستی ہم نہ توڑیں کبھی
سنگ اپنا رہے بند رہے......

ال آنکھیں بند کیے اپنی معصوم آواز میں فرینڈ شپ ڈے کے لیے ریرسل کررہی تھی۔ پاس ہی چیئر پر بیٹھی اریبہ اشتیاق و فخر کے ملے جلے احساسات سمیت اس کی طرف متوجہ تھی۔ چھ سالہ ال اس کے لیے کسی تحفے سے کم نہ تھی۔ شادی کے پانچ برس بعد اس نے اریبہ اور تیمور کے ہاں جنم لیا تو گھر بھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اپنی طرف سے وہ مایوس ہوگئے تھے شادی کے بعد ان دونوں نے بہت سے ڈاکٹرز کو دکھایا‘ سب کا جواب ایک ہی تھا کہ کوئی کمی نہیں ہے جب اللہ کی مرضی ہوئی تو آپ کے ہاں اولاد ہوجائے گی تب سے اریبہ کافی مذہبی ہوگئی تھی اس کی نمازیں اور دعائیں طویل ہوگئی تھیں۔ ال نے اس کی گود میں آنکھ کھولی تو اسے یقین ہی نہیں آرہا تھا کہ یہ گلابی گول مٹول سی گڑیا اس کی ہے اور اس نے اریبہ کے وجود سے ہی جنم لیا ہے‘ تیمور بھی بہت خوش تھا اس کی محبت اور توجہ اریبہ کے لیے پھر سے بڑھ گئی تھی۔ اس کے انداز میں وہی والہانہ پن اور جوش لوٹ آیا تھا جو کبھی اس کے اظہار محبت کا حصہ رہا تھا۔ وہ سر شام لوٹ آتا‘ تیمور ملٹی نیشنل کمپنی میں بہت اچھی پوسٹ پر تھا سو ال لاڈ پیار میں پل رہی تھی۔ اس کی پہلی سالگرہ دھوم دھام سے منائی گئی‘ تیمور کی تو گویا جان ہی ال میں تھی اور رہی اریبہ تو اس کی محبت جنون کو چھو رہی تھی‘ وہ اسے دیکھ دیکھ کر جی رہی تھی۔

وقت آہستہ آہستہ گزر رہا تھا‘ ال چار سال کی ہوگئی تھی اس عرصے میں تیمور نے بہت ترقی کی اب وہ ایگزیکٹو پوسٹ پر تھا۔ گھر‘ گاڑی‘ نوکر‘ سہولیات‘ کسی چیز کی بھی کمی نہیں تھی۔ اریبہ کو اپنی زندگی مکمل لگنے لگی تھی‘ ال عام بچوں کے برعکس بہت حساس اور سمجھ دار تھی۔ اپنے اکلوتے ہونے کے باوجود اس نے لاڈ پیار کا غلط فائدہ نہیں اٹھایا تھا۔ تیمور نے ساڑھے چار سال کی عمر میں ال کو شہر کے

بہترین انگلش میڈیم اسکول میں داخل کروا دیا۔ وہ بہت ذہین اور جسمانی طور پر فعال بچی تھی۔

فرسٹ پیرنٹس ٹیچرز میٹنگ میں تیمور اور اریبہ نے شرکت کی تو وہاں اہل کی ٹیچرز سے اہل کی تعریف ہی سننے کو ملی۔ اس کی کلاس ٹیچر نے کہا کہ اہل ویل مینرڈ اور ٹیلینٹڈ اسٹوڈنٹ ہے‘ تیمور کا تو سیروں خون بڑھ گیا۔ وہاں اریبہ اپنی تربیت اور اہل کی ماں ہونے پر نازاں تھی۔ خوش حالی‘ شوہر کی بھرپور توجہ اور اہل کی ماں ہونے کی خوشی بہت زیادہ تھی۔ وہ دن بہ دن نکھرتی جا رہی تھی‘ اہل نے اسکول کے فنکشن پر کتنے فخر سے اپنی دوستوں سے اسے ملوایا کہ یہ میری مما ہیں‘ اس کے لہجے میں معصوم سا غرور تھا جیسے اس کی مما جیسا اور کوئی نہیں ہے اور اریبہ چھ سالہ بچی کی ماں لگتی ہی کب تھی وہی متناسب جسم‘ سڈول سراپا‘ وہی شگفتہ اور رس بھری آواز جس کا تیمور دیوانہ ہوا تھا۔ کچھ بھی تو نہیں بدلا تھا‘ البتہ اہل کی ماں بننے کے بعد عجیب طرح کا نکھار اور پراسرار دلکشی اس کے سراپے میں گھل سی گئی تھی۔ اہل نے آ کر ان کا تعلق اور بھی مضبوط اور اٹوٹ کر دیا تھا۔ اریبہ اپنے اوپر زیادہ توجہ دینے لگی تھی کیونکہ اہل ہر بات میں اپنی پسند کا اظہار کیا کرتی کہ مما نہیں یہ کلر یہ ڈریس آپ پر اچھا لگے گا اور واقعی ایسا ہی ہوتا اہل جو ڈریس اس کے لیے پسند کرتی سب اس کی تعریف کرتے۔

اہل سونے سے پہلے مما اور پاپا کو ماتھے پر پیار کر کے گڈ نائٹ کر کے سوتی‘ اس معصوم ادا پر اریبہ واری صدقے جاتی۔ چھ سال کی عمر میں اہل نے پہلی بار مما کی سالگرہ پر انہیں اپنے ہاتھ سے سالگرہ کا کارڈ بنا کر دیا۔ اریبہ نے کھول کر دیکھا تو حیران رہ گئی‘ کارڈ کے بیک گراؤنڈ کو ابھارنے کے لیے اہل نے شوخ رنگوں کا استعمال کیا تھا۔ پاپا کی سالگرہ آئی تو اس نے پہلے سے بھی زیادہ خوب صورت کارڈ بنایا۔

* * *

اہل کے اسکول میں آئے روز فنکشن ہوتے اور مختلف دن منائے جاتے‘ کبھی فادرز ڈے کبھی مدرز ڈے کبھی کلرز ڈے اور اب ایک بالکل نئے دن کو منانے کی تیاری ہو رہی تھی فرینڈشپ ڈے۔ فرینڈشپ ڈے کے حوالے سے اس کی مناسبت سے مختلف پروگرام تشکیل دیئے جا رہے تھے۔ ان پروگراموں کا ایک حصہ اہل بھی تھی کیونکہ غیر نصابی سرگرمیوں میں وہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھی‘ نعت کا مقابلہ ہو یا قرأت کا یا پھر تقریری مقابلہ ہو اس کی شرکت یقینی ہوتی۔ چھ سال کی عمر سے دو ماہ پہلے اس نے قرآن پاک بھی مکمل کر لیا تھا اور اس دن اہل کی خوشی دیدنی تھی۔ مما پاپا کو بار بار چھوٹی چھوٹی آیتیں جو قاری صاحب نے زبانی یاد کروائی تھیں سناتی۔

اہل کو فنکشن کی انچارج نے کہا تھا آپ فرینڈشپ ڈے پر کوئی اچھا سا سونگ سنا دینا سو گھر آ کر اس نے مما سے اپنی مشکل بتائی۔

”مما مجھے فرینڈشپ ڈے پر کوئی سونگ سنانا ہے اور مجھے آتا ہی نہیں ہے۔“ بھولے بھالے چہرے پر فکرمندی تھی۔ اریبہ کو بے اختیار پیار آ گیا اس نے دھیرے سے اہل کا گال چوم لیا۔

”میں آپ کو تیاری کروا دوں گی۔“

”پرامس مما!“ اس کے چہرے پر خوشی شگفتہ پھول کی طرح کھلی تھی۔

”جی بیٹا! میں کروا دوں گی رات کو۔“

”اوکے مما!“ اہل کے سر سے بھاری بوجھ اترا تھا۔

اریبہ اہل کو اپنے بیڈروم میں لے آئی۔

”چلیں اب فرینڈشپ ڈے کی تیاری کرتے ہیں۔ میں آپ کو سونگ سناتی ہوں آپ بھی یاد کر لینا‘ مجھے بھی اسٹوڈنٹ لائف میں گانے کا بہت شوق تھا اور دو بار میں نے اپنے کالج کے لیے پرائز جیتا۔“ اریبہ اسے بتاتے بتاتے خود بھی ماضی کے سنہرے ایام میں کھو گئی تھی۔ جب وہ عامرہ‘ نادیہ‘ سبین‘ سفینہ‘ گل رعنا کے ساتھ پورے کالج میں تتلی کی طرح گھومتی پھرتی۔ ہوسٹل کی درختوں سے ڈھکی سڑک پر بھاگتی۔ اریبہ غیر نصابی سرگرمیوں میں زور و شور سے حصہ لیتی تھی اور اس کی حوصلہ افزائی کرنے والوں میں وہ چاروں سرفہرست ہوتیں۔ کبھی کبھی موڈ میں آ کر اریبہ با آواز بلند آواز کا جادو جگاتی تو ان چاروں کی نہ تھمنے والی تالیاں شروع ہو جاتیں۔

”مما سنائیں ناں سونگ!“ اہل نے اس کا کندھا ہلایا تو وہ ماضی سے اچانک حال میں آ گئی۔

تیرے سنگ دوستی ہم نہ توڑیں کبھی
سنگ اپنا رہے نہ رہے
چاہے ہونٹوں پہ اب مسکرائے ہنسی
چاہے آنکھوں سے آنسو بہیں
تیرے سنگ دوستی ہم نہ توڑیں کبھی

اریبہ کی آنکھیں بند تھیں اور ان بند آنکھوں کے پیچھے کالج کا سرسبز لان تھا اور اس کی سہیلیاں تھیں‘ نہ ختم ہونے والی خوش گوار یادیں تھیں۔ اس کا یہ گیت بھی تو ماضی کی انہی خوش گوار یادوں سے تعلق رکھتا تھا لیکن اب اہل کی صورت میں اس کے سامنے حال تھا۔

”مما آپ کی آواز بہت خوب صورت ہے بالکل آپ کی طرح۔“ اہل پوری توجہ سے مما کو گنگناتے ہوئے دیکھ رہی تھی اریبہ مسکرا دی۔

”اب میرے پیچھے آپ بھی گاؤ‘ تیرے سنگ دوستی ہم نہ توڑیں کبھی۔“ اہل نے اپنی معصوم نکھری آواز میں نغمہ سرائی کی کوشش کی تو اتنے میں تیمور بھی اٹھ کر آ گیا‘ وہ خاموشی سے دونوں ماں بیٹی کو دیکھ رہا تھا۔ اہل سنگ اپنا رہے نہ رہے پر آ کے اٹک رہی تھی۔

”کیا ہو رہا ہے؟“ وہ بھی ان دونوں کے پاس آ کر بیٹھ گیا۔

”پاپا فرینڈشپ ڈے کے لیے سونگ تیار کر رہی ہوں۔“ اہل نے اپنا کام موقوف کر کے اسے بتانا ضروری خیال کیا۔

”اب آپ سو جائیں کل تیاری کیجیے گا۔“

”اوکے پاپا‘ مما جی! گڈ نائٹ لیو لونگ لائف۔“ اس نے باری باری دونوں کو پیار کیا اور پھر اُدھر ہی سونے سے پہلے کی دعا پڑھی تو اریبہ نے ایک بار پھر بے اختیار اسے سینے سے چمٹا لیا‘ نہ جانے کیا بات تھی اہل کے لیے اس کی محبت بڑھتی جا رہی تھی۔ یوں لگتا تھا وہ ساری عمر کا پیار اسے ایک بار ہی کر لینا چاہتی ہو۔

تیمور اہل کو اس کے بیڈروم میں چھوڑ کر آیا تو وہ پریشان سی بیٹھی تھی‘ اپنی سوچوں میں گم‘ تیمور نے اس کا کندھا ہلایا۔

”کیا بات ہے کچھ پریشان لگ رہی ہو؟“ تیمور تکیے پر اس کے قریب دراز ہو گیا۔

”آپ نے کیوں اہل کو سونے بھیج دیا؟“ وہ کچھ خفا ہو کر بولی۔

”صبح اس نے اسکول جانا ہے‘ لیٹ سوئے گی تو اس کی نیند پوری نہیں ہو گی۔“

”اچھا آپ بھی سو جایئے۔“ اس نے خفا خفا لہجے میں کہا۔

”میں نے تو اسکول نہیں جانا بیگم صاحبہ! مجھے کیوں جلدی سلا رہی ہیں۔“ وہ مسکراہٹ ہونٹوں میں دبا کر شریر ہوا تو اریبہ پیچھے ہو گئی۔

”تیمور! پتا نہیں کیا بات ہے مجھے آج کل اہل پر بہت پیار آ رہا ہے۔“ وہ یہ کہتے ہوئے پریشان سی تھی‘ تیمور ہنستا چلا گیا۔

”اوہ میری پاگل وائف! اگر پیار آ رہا ہے تو اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے۔ ہماری اولاد ہے وہ اتنی پیاری لائق و محبت کرنے والی بیٹی ہے۔ عام بچوں کے مقابلے میں کتنی سمجھ دار ہے وہ‘ اس پر پیار ہی آئے گا ناں اور تم بجائے خوش ہونے کے کہ اللہ نے اتنی پیاری و صحت مند بیٹی دی ہے‘ پریشان ہوتی ہو۔ حد ہوتی ہے حماقت کی۔“ تیمور جھلا ہی تو اٹھا۔ اریبہ کو تسلیم کرنا پڑا کہ وہ احمق بھی ہے اور عقل سے پیدل بھی‘ بجائے شکر کرنے کے پریشان ہوتی ہے۔ تیمور تو سو گیا پر وہ کافی دیر بعد سوئی۔ اپنے انجانے خدشات اسے اب بھی خوف زدہ کر رہے تھے۔

* * *

جوں جوں فرینڈشپ ڈے قریب آ رہا تھا‘ اہل کا جوش

بھی بڑھتا جارہا تھا۔ اریبہ نے اسے کافی اچھی تیاری کروادی تھی۔ فرینڈشپ ڈے پر ہی امل کی سالگرہ بھی تھی' اریبہ اور تیمور نے اس سلسلے میں شام کے فنکشن کی تمام تر تیاریاں بھی کرلی تھیں' اریبہ نے امل کے لیے ایک خوب صورت سی باربی ڈول بھی لے لی تھی جو امل کو بہت پسند تھی۔ چوتھی سالگرہ سے لے کر اب تک ملنے والے تمام تحائف اس نے بہت سنبھال کر رکھے تھے۔ امل میں احساس ذمہ داری بہت زیادہ تھا۔ اریبہ کا جی چاہتا ہر اچھی سے اچھی چیز اس کے قدموں میں ڈھیر کردے۔ رات میں اریبہ کی طبیعت کچھ ناساز تھی' امل اس کے پاس بیٹھی تھی اور اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے اس کا سر دبا رہی تھی۔ یکبارگی پھر اریبہ کے دل سے ممتا کے سوتے پھوٹ پڑے اس نے امل کا ہاتھ پکڑ کر اسے قریب لٹالیا۔

"مجھے فرینڈشپ ڈے والا سونگ سناؤ' دیکھوں تو سہی کتنی بہتری آئی ہے۔" اریبہ کے وجود اور دماغ پر چھائی افسردگی ختم ہوگئی تھی۔

تیرے سنگ دوستی ہم نہ توڑیں کبھی

"مما! "یہ سنگ" کیا ہوتا ہے' کیا مطلب ہے اس کا؟" امل آج شروع میں ہی اٹک گئی تھی۔ اس کا ذہن لفظ "سنگ" کا مطلب جاننے کی جستجو میں تھا۔

"سنگ رہنے کا مطلب ہوتا ہے ساتھ۔" اریبہ نے آسان الفاظ میں مطلب سمجھانے کی کوشش کی۔

"مما اس کا مطلب ہوا کہ ہم آپ کے ساتھ دوستی نہیں توڑیں گے چاہے ساتھ رہیں یا نہ رہیں۔"

"ہاں بیٹا! اس کا یہی مطلب ہے۔"

"مما! پھر پرامس ہم بھی دوستی نہیں توڑیں گے بے شک ہم ساتھ نہ رہیں۔" امل کے معصوم چہرے پر عجیب سی کیفیت رقم تھی۔ جس کی تہہ تک پہنچنا اریبہ کے بس کی بات نہیں تھی لیکن اس وقت وہ اندر سے دہل گئی تھی۔ نہ جانے آگہی کا کون سا در وا ہوا تھا۔

"ہم ساتھ رہیں گے ہمیشہ' وعدہ پکا والا۔" جانے کہاں سے آنسو اتنے زیادہ اس کی آنکھوں میں چلے آئے تھے جنہیں امل بھی دیکھ چکی تھی۔

"مما! آپ رو رہی ہیں؟" وہ بیک وقت حیران بھی پریشان بھی۔

"مما جی پرامس ہم ساتھ رہیں گے اور دوستی بھی نہ توڑیں گے' بالکل اس ستارے کی طرح۔" کھڑکی پردے ہٹے ہوئے تھے اور جگمگ کرتے تارے آ کے آنچل پر صاف دکھائی دے رہے تھے۔ امل ستاروں کی طرف اشارہ کرکے اپنی عقل کے مطابق مما خوش کرنے کے لیے کہا پر وہ ویسے ہی پژمردہ سی رہی۔

"اچھا مما! وہ والا ستارہ میرا ہے آپ کون سا لیں گی" امل نے سب سے روشن اور واضح ستارے کی طرف اشا کرکے پوچھا تو اریبہ اس کیفیت سے باہر آ گئی۔

"وہ جو آپ کے ساتھ والا ہے وہ میرا ہے۔" اب بار وہ مسکراتے ہوئے شگفتگی سے بولی تو امل کی جان م جان آئی۔

……

گھنے بالوں کی پونی ٹیل بنانے جھکتی ہوئی امل اسکول کے لیے تیار ہورہی تھی' اریبہ نے بڑے پیار اور نرمی ہلکے ہلکے برش پھیر کر اس کی پونی بنائی تھی پھر یونیفارم ا نے خود پہنا تھا۔ اب شوز پہن کر وہ بالکل تیار تھی' اریبہ لنچ باکس اس کے بیگ میں ڈالا۔ امل کی وین والا آچکا اور ہارن بجا کر اس کا انتظار کررہا تھا۔ تیمور سو رہا تھا۔ ا بھاگتی ہوئی تیمور کے بیڈروم کی طرف گئی اور سوتے ہو پپا کی پیشانی پر پیار کیا پھر واپس آئی تو اریبہ کے ہاتھ اپنا بیگ اور پانی کی بوتل لی۔

"مما جی! اللہ حافظ اور ہاں تیرے سنگ دوستی نہ توڑیں کبھی' سنگ اپنا رہے نہ رہے۔ پرامس مما! اب پریشان نہ ہونا دعا کریں کہ میں فرینڈشپ ڈے پرائز جیت کر آؤں۔" امل نے اریبہ کے ہاتھ کی پش پر بوسہ دیا۔

باہر وین والا ہارن پر ہارن دے رہا تھا۔ امل جا جاتے پھر پلٹ آئی اور مما کو پیار کیا' آج وہ خلاف تو

پورے پانچ منٹ لیٹ آئی تھی۔ وین والے کو بھی حیرت تھی کیونکہ امل کبھی لیٹ نہیں ہوتی تھی۔ جوں ہی وہ ہارن دیتا امل گیٹ کھول کے آجاتی لیکن آج وہ غافل سی تھی۔ اریبہ بھی اس کے پیچھے پیچھے گیٹ تک آئی۔ وین والا گاڑی اسٹارٹ کرکے نکال رہا تھا، شیشے سے امل ہاتھ ہلا رہی تھی۔ امل کے جانے کے بعد اریبہ کچن میں آئی، تیمور نے آج آفس سے چھٹی کی تھی کیونکہ شام کو امل کی برتھ ڈے تھی اس سلسلے میں ضروری انتظامات کرنے تھے۔ ہلکا پھلکا ناشتا کرنے کے بعد اریبہ نے ضروری سامان کی لسٹ اس کے ہاتھ میں پکڑوادی۔ اتنے میں کام والی آگئی اریبہ نے جلدی جلدی صفائی کروائی، بارہ بجے تک وہ فارغ ہوگئی تھی۔ گھر شیشے کی طرح چمک رہا تھا اس نے خود بھی فریش ہوکر نیا سوٹ پہنا جو امل نے ہی اس کے لیے پسند کیا تھا۔

تیمور ابھی تک واپس نہیں آیا تھا، آج امل کو بھی جلدی واپس آنا تھا۔ اریبہ نے اس کے لیے خریدے گئے کھلونے اور دیگر چیزیں الماری سے باہر نکالیں ان میں باربی ڈول سب سے نمایاں تھی، امل نے ابھی تک کچھ نہیں دیکھا تھا۔ اریبہ نے سرپرائز دینے کے چکر میں اسے کچھ دکھایا بھی نہیں تھا۔ سب چیزیں اس نے لاکر سینٹر ٹیبل پر رکھ دیں، باربی ڈول سب سے اوپر تھی۔ امل کے آنے میں تھوڑا وقت ہی رہ گیا تھا۔ اریبہ کی نگاہ بار بار وال کلاک کی طرف اٹھ رہی تھی۔ ساڑھے بارہ سے پونے ایک ہوگیا تھا لیکن امل ابھی تک نہیں آئی تھی، اتنے میں تیمور بھی لوٹ آیا۔ اریبہ روہانسی ہورہی تھی، امل پورے پندرہ منٹ لیٹ تھی ساڑھے بارہ بجے اسے آجانا چاہیے تھا لیکن وہ نہیں آئی تھی۔

"تمہیں پتا ہے اس کا اسکول کتنی مصروف سڑک پر ہے کتنی ٹریفک ہوتا ہے لا رہا ہوگا وین والا۔" تیمور نے اپنی پریشانی چھپا کر اسے تسلی دی لیکن اریبہ سکون سے کہاں بیٹھنے والی تھی۔

* * *

چھٹی ہو چکی تھی، ہنسی مسکراتی امل اسکول سے وین تک آئی۔ وین والے انکل اسی کے انتظار میں تھے، باقی بچے پہلے سے آکر بیٹھ گئے تھے۔ امل بہت خوش تھی، اسے حوصلہ افزائی کا انعام ملا تھا۔ وین والے انکل معمول کی رفتار سے ڈرائیونگ کررہے تھے چوراہے پر لائٹ ریڈ ہوئی تو گاڑی رک گئی فوراً ہی اشارہ کھل گیا اور گاڑیاں معمول کی رفتار سے رواں دواں ہوگئیں۔ آگے ایک اور سگنل تھا، امل کو آج گھر پہنچنے کی بہت جلدی تھی تاکہ مما کو بتا سکے کہ اس نے حوصلہ افزائی کا انعام جیتا ہے۔ آگے والا سگنل بند تھا، وین والے کے پیچھے آتی گاڑیاں رک رہی تھیں لیکن گاڑی میں سوار وہ نوجوان شاید جلدی میں تھا، ٹریفک وارڈن کی پروا کیے بغیر اس نے اشارہ کراس کرنا چاہا لیکن ٹریفک وارڈن کو شک ہوا، اس نے گاڑی والے کو رکنے کا اشارہ کیا لیکن اس نے بدحواسی اور جلدی میں اپنی گاڑی دائیں طرف گھمادی جدھر یوٹرن تھا۔ امل کی وین والا بھی ادھر مڑ رہا تھا جس کے نتیجے میں دونوں گاڑیوں کا بہت خطرناک تصادم ہوا، بہت سی معصوم چیخیں بیک وقت فضا میں گونجی تھیں اور پھر وہیں ساکت ہوگئیں۔ سینکڑوں ننھے منے چیتھڑے آس پاس بکھرے تھے، وین کا کافی برا حال تھا۔ آس پاس موجود اور گاڑیوں کو بھی نقصان پہنچا تھا لیکن وین کی شکل پہچانی نہیں جارہی تھی۔ اس وین میں صرف ایک امل نہیں تھی اور بھی معصوم بچے تھے جن کی مائیں گھر پر راہ تک رہی تھیں۔

ادھر گھڑی پر بارہ پچاس ہوئے، سینٹر ٹیبل پر رکھی باربی ڈول خود بہ خود نیچے گری تھی اور ابھی ابھی تیمور گاڑی لے کر امل کے اسکول کی طرف نکلا تھا۔ اریبہ کے سر میں اچانک شدید درد کی لہر اٹھی، وہ تیورا کر وہیں فرش پر گر گئی۔ یہ وہی وقت تھا جب دونوں گاڑیوں کا تصادم ہوا۔

ابھی ابھی اریبہ پر کرب وآگہی کا جو دردناک در وا ہوا تھا وہ بہت لرزہ خیز تھا۔